رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۳

ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم
عدم تکمیل سازوسامان
چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے
ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب
معاونین سے
ایمان الکم

Digitized by Khilafat Library

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴/۲۱ مئی ۱۹۳۳ء | نمبر ۱۸ و ۱۹

میری معذرت

اس سال میرا ارادہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یادگاری نمبر کو نہایت شان اور خصوصیت کیساتھ شائع کروں مگر عدم فت دبی بفسخ العزائم اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تدبیر انسانی ارادوں اور تدبیروں پر حاکم ہے۔ آغاز مئی ۱۹۳۳ء کیساتھ بعض ایسے غیر معمولی اور ذمہ داری کے کام پیدا ہو گئے ہیں کہ مجھکو انکی طرف اپنا سارا وقت لگا دینا لازم ہو گیا۔ ابھی ان سے فرصت ہی نہ ہوئی تھی کہ ایک نیک اور اہم کام کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے محض ذرہ نوازی کے طور پر مجھے موقع دیا اس احسان اور کرم کے لیے میرا ہر بن مو بھی اگر شکر گذاری کا اظہار کرتا ہی رہے تو بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ اسکی تفصیل کسی دوسرے وقت ناظرین الحکم پڑھ لیں گے +

ان حالات میں نہ تو اس نمبر کی اشاعت کے لیے اور نہ ہی کسی کے لیے مجھے تحریک کا موقعہ ملا۔ اسلیے جو کچھ بھی خدا تعالیٰ کیا جا رہا ہے یہ بھی محض اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے کہ میں اس خصوصیت کو جو الحکم کے یادگاری نمبر کی چلی آتی ہے قایم رکھنے کے قابل ہو گیا۔

اس کمی کی تلافی کے لئے میں ارادہ کرتا ہوں اگر یہ ارادہ خدا تعالیٰ کے فضل اور مشیت کے نیچے آسکا تو ایک جلالہ نمبر الحکم کا جلسہ پر شائع کروں میں زندہ رہا اور اسکے فضل اور رحم نے میری دستگیری۔ احباب توجہ کی اور اس کام

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر و ناشر و پرنٹر چھپکر شائع ہوا)

متوسط تعداد ۱۰۰ صفحہ کا ایک

سالانہ نمبر

شائع کیا جائے۔ یہ نمبر کیسا ہوگا۔ اس میں کیا ہوگا اسکی تفصیل کا یہ وقت نہیں۔ اس کے متعلق میں جداگانہ چٹھی شائع کرنے کی توفیق چاہتا ہوں احباب اس نمبر کے کامیاب بنانے کی لیے پوری مدد کریں

جو چاہتا ہوں کہ یہ نمبر کم از کم **دس ہزار** شائع ہو اور یہ کوئی بڑی بات نہیں اسکے لیے احباب ابھی سے درخواستیں بھیجنی شروع کر دیں۔ یہ سالانہ نمبر انشاء اللہ ایک بالتصویر نمبر ہوگا اور یہ تصاویر سلسلہ کے اہم تاریخی مضامین کے متعلق ہونگی۔ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل اور توفیق سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اور اُسی کے رحم اور کرم پر بھروسہ ہے (ایڈیٹر)

حقیقتِ موت بستر مرگ سے

حضرت منشی ظفر احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُن ممتاز صحابہ میں سے ہیں جن کو حضور سے خلت و محبت کا وہ مقام حاصل تھا جو من تو شدم تو من شدی کا رنگ رکھتا ہے۔ فالسلام (ایڈیٹر الحکم) کو چوتھائی صدی بیشتر سے سلسلہ کے ان ممتاز دوستوں میں بزرگوں سے نیازمندی کی سعادت ہے انھیں میں سے ایک وہ بزرگ ہیں جو دریا پر دھونی رمائے بیٹھے ہیں اور محبت محبوب میں اپنے در و دیوار کو چھوڑ کر دیا محبوب میں

[illegible] لیے خواہشمند ہیں میری مراد حاں صاحب منشی محمد ... ظفر احمد صاحب سے ہے دل چاہتا ہے کہ ان بزرگوں کی زندگیوں کے اوراق آنے

والی نسلوں کے لیے پیش کر دوں مگر توفیق کا رفیق ہونا فضل ربی پر موقوف ہے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کے صاحبزادے مولوی محمد احمد صاحب بی۔ اے کلاس (احباب دعا کریں کہ وہ اس سال بی اے میں کامیاب ہو جائیں امتحان دے چکے ہیں)۔ الولد سر الابیہ سلسلہ کیساتھ محبت و اخلاص میں بالکل باپ کے رنگ میں رنگیں ہیں۔ جس کے لیے میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ مولوی محمد احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زندگی کے ایک واقعہ کو ایک قطعہ کے رنگ میں لکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سخت بیمار ہو گئے تھے۔ اسوقت آپ نے میرزا سلطان احمد صاحب (جو آج خدا کے فضل سے خان بہادر میرزا سلطان احمد صاحب ہیں) اور دوسرے متعلقین کو جب دیکھا کہ وہ گھبرا رہے ہیں تو آپنے بستر مرگ سے

حقیقت موت

کا اظہار بطور وصیت فرمایا۔ یہ حقیقت بجائے خود ایک مبسوط مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ پر لکھوانا چاہتی ہے۔ لیکن میں اسے یہاں چھوڑ کر اس قطعہ کو درج کر دیتا ہوں۔ ناظرین لطف اٹھائیں اور عزیز محمد احمد کے لیے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اسے خدمت دین کے لیے عزم صمیم اور ہمت بلند عطا کرے اور اپنے مقاصد میں کامیاب۔ آمین

(ایڈیٹر)

قطعہ

جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی زندگی کے ایک واقعۂ بیماری پر مشتمل ہے

اندنوں کا ذکر ہے جب آشنا ہم تم نہ تھے
آشنائی اک طرف دنیا میں تھا قحط الرجال

کاخ اسلامی بظاہر تھا صحیح اور استوار
پر لشش تھی اسکے ذروں میں جذب و اتصال

طائر ایمان بر بام نشیمن ساز تھا
کشور دل میں ضلالت نے بچھا رکھا تھا جال

بحر و بر میں ایک طوفان طلاطم تھا بپا
کشتی اسلام کا حافظ تھا بس اک ذوالجلال

چھا رہی تھی سارے عالم پر جو شام بیکسی
منتظر ہر دم نگاہیں تھیں کہ کب نکلے ہلال۔

وہ ہلال عید چودہ سو کے پھر آغاز میں
پرتو مہر محمد سے ہوا بدر کمال

ہر نفس جسکا لبشت فیکم عمراً کی دلیل
مصطفےٰ کے عشق میں جسکا بندھا تھا بال بال

احمدیت کے زمانے سے ہی پہلے کا یہ ذکر
فرط بیماری سے تھے حضرت ہوئے اک دن نڈھال

بندۂ تسلیم ہو کر بستر پر تھے پڑے
کیا تھی بشرے کی طلاقت کیا تھا وہ حسن و جمال

درد کی شدت تھی گو نہ کرنے دی اُف تلک
اور پیشانی انور پر پڑے بل کیا مجال

حاضرین وقت میں دو چار تھے خدام خاص
جسکے قالب میں خدا نے روح ایماں دی تھی ڈال

حسرت آلود نگاہیں ڈالتے تھے اس طرف
ہر گھڑی حالت تھی ابتر اور بچنا تھا محال

آخرش حضرتؑ نے چاہا تا وصیت کر سکیں
مرزا سلطان بھی کھڑے تھے بنکے تصویر ملال

چہرے پر افسردگی نظروں میں تھی اک خیرگی
دم بخود تھے اور آنکھیں جوش گریہ سے تھیں لال

اتنے میں حضرت نے کھولی آنکھ تو دیکھا یہ رنگ
اور فرمایا تبسم یوں ہوئے گویائے حال

موت کیا ہے؟ عاشقوں کے واسطے مرکب ہے اک
یار کا جو یار سے دم میں کراتا ہے وصال

گر نہ ہوتی موت رہتے ناتمام اُنکے سلوک
سالکوں کو زندگی ہوتی تھی اک جاں کا وبال

ہو گئے مدہوش سب سنکر یہ مردانہ کلام
کیسی تاب گفتگو کس کو تھا یارائے مقال

اے خدا دیں وارث دیہیم و تاج مصطفےٰ
بارگاہ میں یہ غلام آیا ہے لیکر اک سوال

آسرا ہو تیرے داماں کا اسے بھی وقت مرگ
بار عصیاں سے ہو احمد جسکا سراپا انفعال

غزل

محمد مہر احمد ماہ اور محمود مہ پارا
زہے گردوں جہاں ہر احمدی ہو مثل سیارا

وفور کفر سے توحید تھی اک پیکر مردہ
دم عیسیٰ نے اسکو کر دیا پھر زندہ دوبارا

اٹھیگا عارض اسلام سے دم میں نقاب کفر
چمک اپنی دکھانے کو ہے وہ حسن جہاں آرا

تڑپ سینوں میں ہے ایسی دلوں کو ہم ہلا دینگے
کہیں ہم برق ہونگے اور کہیں غیرت وہ یارا

کریں تبلیغ حق اکناف عالم میں خوشا وہ دن
لوائے مصطفےٰ کے نیچے جب ہوگا جہاں سارا

صبا لیچل غبار آسا بجھے دامان احمدؐ تک
میرے عصیاں بجد کا نہیں اسکے سوا چارا

ایک ڈاکٹر اور حضرت مسیح موعودؑ

Digitized by Khilafat Library

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی طبی مذاق رکھتے تھے۔ آپکے والد ماجد جناب میرزا غلام مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم بڑے پایہ کے طبیب تھے اور خدا تعالیٰ نے انکے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طب کی بعض کتابیں جناب مرزا صاحب مرحوم سے پڑھی بھی تھیں۔ جیسا کہ عام طور پر یونانی اطباء میں ڈاکٹری سے ایک قسم کا تعصب پایا جاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ڈاکٹری طریق علاج کو نہ صرف پسند فرماتے تھے بلکہ اکثر انگریزی ادویات آپ کے دوائی خانہ میں موجود رہتی تھیں اور انگریزی اطباء یعنی ڈاکٹروں سے طبی مشورہ بھی لیا کرتے تھے۔ جبتک خدا تعالیٰ نے آپ کو مسیح موعود کے منصب پر فائز کر کے اعلان کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور ابھی تک الہام ہی کا دعویٰ تھا۔ اور آپ کو دوران سر کی شکایت تھی آپ لاہور کے مشہور ڈاکٹر خان بہادر محمد حسین صاحب مرحوم کی تشخیص اور علاج کو پسند فرماتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب پرانے زمانہ کے آدمی تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت و عظمت اُنکے دل میں تھی وہ بہت تواضع اور ادب سے پیش آتے مگر الہام کے متعلق اُنکو کسی وجہ سے تردد تھا۔

ایک مرتبہ اُنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اسکے متعلق ایک مکالمہ کیا جسکو میں حاصل مطلب کے طور پر درج کرتا ہوں۔ یہ ایک دلچسپی واقعہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حاضر جوابی اور معقول پسندی کی ایک شہادت ہے۔

ڈاکٹر صاحب! مرزا صاحب آپ یہ الہام کا طریق مجھکو سکھا دیں مگر بہت ہی جلد

حضرت صاحب! بڑی خوشی سے۔ مگر ایک شرط پر۔

ڈاکٹر صاحب۔ آپکی جو شرط بھی ہو مجھکو منظور ہے۔

حضرت صاحب۔ بہت اچھی بات ہے میں الہام کا طریق آپ کو ضرور سکھا دوں گا۔

ڈاکٹر صاحب۔ پھر سکھائیے۔

حضرت صاحب - پہلے میری شرط پوری کیجئے -

ڈاکٹر صاحب - فرمائیے -

حضرت صاحب - ذرا آپ مجھے ڈاکٹری علوم فوراً سکھا دیجئے -

ڈاکٹر صاحب - یہ تو اتنی جلدی نہیں آ سکتے اسکے لیے سالہا سال چاہئیں بڑی محنت اور توجہ کی ضرورت ہے تب جاکر یہ علوم آپ کو آ سکتے ہیں -

حضرت صاحب تعجب ہے کہ وہ علوم جو سفلی ہیں اور جنکے حاصل کرنے کیواسطے ہندو یا مسلمان کافر یا مومن یا نیک ہونے کی بھی شرط نہیں ان کے حاصل کرنے کے لیے سالہا سال کی محنت اور توجہ کیضرورت ہے اور وہ چیز جو خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق اور قرب الٰہی کا نتیجہ ہے اور جو روحانی علوم کا سرچشمہ ہے جس سے انسان کی زندگی پر ایک عجیب انقلاب پیدا ہوتا ہے اسکو آپ چند منٹ میں حاصل کرنا چاہتے ہیں - ؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس جواب کو سنکر ڈاکٹر صاحب کو جس طرح پر خاموش ہونا پڑا وہ ظاہر ہے -

یہ جواب جس شان سے اور جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا تھا - اسکا لطف اور ذوق دیکھنے والوں کے لیے خاص تھا مگر آج جبکہ اس واقعہ پر تیس بتیس سال کا عرصہ گزرتا ہے اسکو پڑھکر اور سنکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زبردست طریق استدلال کے سامنے سر جھکا دینے کے سوا چارہ نہیں - اسکے بعد ڈاکٹر صاحب ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت و تکریم میں پہلے سے زیادہ اضافہ کرتے رہے -

ولایتی چٹھی

Digitized by Khilafat Library

ہند میں شورش کے متعلق لنڈن میں رزولیوشن

سلسلہ احمدیہ کا ایک خاص جلسہ ۲۳ اپریل ۱۹۱۹ء کو ۴ اسٹار اسٹریٹ - ایچ ڈسٹرکٹ روڈ لنڈن ڈبلیو ٹو میں ہوا - جس دو رزولیوشن پاس ہوئے -

اول) یہ کہ ہم ہندوستان میں ملکی اور تمدنی اصلاحات کی ضرورت کے قائل ہیں اور اپنے وطن کے محسوسات کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - لیکن جو شوریدہ سری بعض غیر ذمہ وار لوگوں نے بغاوت کے رنگ میں اختیار کی ہے اسکو ہم نہایت قابل ملامت یقین کرتے ہیں ایسا طریق نہ صرف احمقانہ ہے بلکہ احکام اسلام قرآن شریف حدیث پاک اور قانون اسلام کی تشریحات فرمودہ حضرت مجدد اعظم نبی اللہ مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے بالکل خلاف ہونیکے سبب ایک شرعی گناہ ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ لیڈروں کی امداد کیساتھ اس شوریدگی کو جلد دبا سکیگی اور اہل ملک کو اپنی مربیانہ نیک دلی سمجھانے میں کامیاب ہوگی -

(دوم) یہ کہ اس رزولیوشن کی نقل حکام سرکاری اور اخبارات کو بھیجی جائے -

(دستخط) مفتی محمد صادق - احمدی مشنر

بشارت ایک اور معزز خاتون بنام مس نور ما میرا حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی - اسکا اسلامی نام حسینہ رکھا گیا - اللہم زد فزد - اسکی درخواست بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح برائے شرف قبولیت بھیج دی گئی ہے -

لیکچر گذشتہ اتوار کو حضرت مفتی صاحب کا لیکچر فلسفہ خواب پر ہوا - اور آئندہ اتوار کو ایک بڑی مشہور سوسائٹی کے زیر انتظام قاضی عبداللہ صاحب کا لیکچر ہوگا - مضمون

پیارے احمد کی پیاری باتیں

Digitized by Khilafat Library

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد خوشتر کی باتیں ایک احمدی کی بالیدگی روح کا موجب ہیں پیر سراج الحق صاحب نعمانی حضور کے پرانے صحابی آج کل وارد بلدہ طیبہ ہیں۔ تذکرۃ المہدی حصہ دوم لکھ رہے ہیں۔ میری درخواست پر کچھ حصہ اسکا عطا فرمایا۔ آپ پڑھیں۔

(ایڈیٹر)

ایک واقعہ یہ ہوا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی صاحبزادی فوت ہوئی تو آپ نے اُسکا جنازہ اپنے آبائی قبرستان میں لیجانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ پہلے آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں جنازہ اُٹھایا اور پھر اور صاحبوں نے لیا۔ آپ کے بعد مولوی حکیم فضل الدین بھیروی رضی اللہ عنہ نے جنازہ آپکے ہاتھوں سے اپنے ہاتھوں پر لیا۔

فضل الدین صاحبؓ حضرت اقدس علیہ السلام سے نہایت ہی محبت رکھتے تھے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ آپکے ارشاد عالی کے نہایت پابند تھے۔ سخی بھی تھے اور خادم سلسلہ اور معاون سلسلہ ہونا اپنا مال سلسلہ کی خدمت میں خرچ کرنا تو آپکا ایمان تھا۔ اور اپنے عمل سے کیا بھی کرتے تھے اور جو کوئی اُن سے سختی کرتا سخت ہی ناراض کرتے تھے۔ خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور آپ سے نہایت اخلاص رکھتے تھے۔ اور خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ بھی ازحد ان سے محبت کا برتاؤ اور خاص اُنس رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ جنازہ عیدگاہ قدیم میں اور جہاں آپکی قدیم قبرستان میں پہنچا۔ بڑ کا درخت جو وہاں کھڑا ہے کئی بار وہاں نماز عیدین بھی حضرت اقدس علیہ السلام نے احباب و اصحاب کے ساتھ پڑھی ہے۔ ایک نماز عید کی مولوی سید محمد احسن امروہوی نے حضرت اقدس علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت پڑھائی ہے۔ مولوی صاحب کے خطبہ کے مجھے یہ الفاظ یاد ہیں۔ کہ آج مومنوں کے لیے عید ہے ہمارے لیے عید ہے۔ احمدیوں کیلئے عید ہے۔ اور بدبختوں کے لیے یہ دن وعید ہے شدید ہے کیونکہ ہم میں نبی ہے اور خدا کا فرستادہ ہے اور اللہ کا رسول مسیح موعود ہے۔ آج ہماری لیے دو عید ہیں مجھے خوب یاد ہے کہ نماز عیدین تو حضرت خلیفہ اول ہی پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے بڑ کے درخت کے نیچے جا کر فرمایا کہ ہمیشہ تو مولوی نورالدین صاحب نماز پڑھاتے ہیں آج سید محمد احسن صاحب کو کہدیں کہ یہ نماز پڑھا دیں اور خطبہ بھی یہی پڑھا دیں۔ میں نے یہ بات خلیفہ اول سے کہدی اُنھوں نے فرمایا کہ بہتر ہے پھر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب (امروہوی) آج تم نماز پڑھاؤ پس مولوی صاحب نے نماز پڑھائی نماز سے پہلے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ بخاری میں اول رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں بھی آئی ہیں ارشاد ہو تو کروں حضرت اقدس نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے بیشک ایسا ہی کرو۔ بات یہ ہے کہ ہمیشہ اسی طرح سے عید کی نماز پڑھی جاتی تھی جیسکہ حنفی: تین تکبیریں کہتے ہیں مگر اس سال سات اور پانچ تکبیریں عام رائج ہو گئیں سو کل جدید لدیذ پر سب نے عمل کر لیا۔ میں نماز میں

پاس کھڑا تھا۔ اور دائیں طرف حضرت اقدس علیہ السلام کے خلیفۂ اول تھے۔ اور دوسری صف میں خاص حضرت اقدس علیہ السلام کے پیچھے مرزا امام الدین یعنی امام دین کتاسین اور مرزا نظام الدین وغیرہ بھی تھے اگرچہ یہ لوگ علیحدہ نماز پڑھا کرتے تھے مگر اس سال انہوں نے ساتھ ہی نماز پڑھی اسکی وجہ یہ تھی کہ مسماۃ محمدی بیگم دختر احمد بیگ کی نسبت پیشگوئی تھی یہ سب چاہتے تھے کہ یہ پیشگوئی ٹل جاوے۔ اور خدا تعالیٰ معاف فرماوے تو ہم سب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرید معہ عورت و مرد ہو جاویں۔ چونکہ یہ بیان بہت بڑا ہے اسلیے اسکو یہیں چھوڑتا ہوں۔ تذکرۃ المہدی حصہ دوم میں مفصل لکھونگا الغرض حضرت اقدس علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی اور سب نے آپکی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے بعد وہیں بیٹھے رہے زمین میں۔ کیونکہ ابھی قبر کی تیاری میں کچھ دیر تھی حضرت اقدس علیہ السلام بہت کچھ اس عالم کے حالات جو بعد مرنے کے ہر ایک کو پیش آئیں گے۔ فرماتے رہے اور کچھ اپنا ذکر کہ اپنی اولاد کے فوت ہونے کا ذکر اور صبر کا بیان بھی ہوتا رہا۔ قبر تیار ہوئی تو اسوقت حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں پر جنازہ اٹھایا اور قبر تک خود ہی لیگئے۔ آگے جا کے اوروں نے لیا لیا۔ اور قبر میں دفن کر دیا۔ بعد دفن بہت دیر تک دعا مغفرت ان اہل قبر کے لیے کرتے رہے۔ پھر آپنے اپنے دادا کی اور دادی کی اور والدہ کی اور سب کی جسکی یاد تھیں قبریں سب کو دکھائیں اور واپس مکان تشریف لے آئے۔ پھر حسب دن مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کا جنازہ نکالا اور مقبرہ بہشتی میں لیجانیکا ارادہ کیا تو بہت سے لوگوں نے درخواست کی کہ جنازہ صندوق کے اندر سے دیکھ لیں۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اور ان سے زیادہ ڈاکٹر بشیر محمد صاحب لاہوری وغیرہ نے کی۔ مگر آپنے اسبات کو پسند نہ فرمایا۔ جب انہوں نے بہت ہی اصرار کیا تو آپ نے کراہت سے اجازت دی مگر مجھے یہ بات نہیں معلوم کہ افسوس سے دیکھا یا ندیکھا کیونکہ میں بھی اسبات کو پسند نہ کرتا تھا کہ ایک لغو امر ہے جس کے پیچھے یہ پڑے ہوئے ہیں اور حضرت اقدس علیہ السلام کی نافرمانی بھی تھی۔ تو آپ نے اس روز بھی جنازہ نکالنے کے قبل دعا ہاتھ اٹھا کر قبر کے پاس کھڑے ہو کر کی۔ اور بعد دفن بھی دعا ہاتھ اٹھا کر کی آپ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی دعا کیواسطے عرض کرتا اور اس کا یہ منشا ہوتا کہ ابھی دعا کیجاوے تو فوراً دوزانو ہو کر دعا کرتے اور بہت دیر کرتے اور دونوں ہاتھ آپکے ہمیشہ دعا کیوقت چہرۂ مبارک سے ذرا اونچے ہوتے تھے مونہ نیچے اور آنکھیں بند ہوتی تھیں لب ہلتے ہوئے معلوم نہ ہوتے تھے مگر سات میں توجہ قلبی بھی ہوتی تھی۔ اسیوقت دعا کرتے کرتے بعض کیلئے بشارت یا الہام بھی ہو جاتا تھا۔ اور قبولیت کے درجہ کو دعا پہنچ چکی تھی۔ اور آپ فرمایا بھی کرتے کہ یہ بشر الہام یا بشارت ہوئی ہے۔ اور بعض کے لیے منذر الہام ہو جاتا اسکو نہیں سناتے تھے۔ جب وہ چلا جاتا تو سنا بھی دیتے تھے۔ تاکہ اس کی دلشکنی نہ ہو اور عام بشارت اور نذارت کے الہام اسیوقت سنا دیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے اپنا الہام لوگوں میں بیان کیا اور ایک خواب بیان کیا اور فرمایا کہ لوگ تو یوں کہتے ہیں کہ اگر کوئی اپنا خواب وغیرہ کسی کے سامنے بیان کرے تو اس سے یہ نعمت چھن جاتی ہے۔ مگر ہمارا عجیب حال ہے کہ ہم میں کہ ہمارے پیٹ میں کوئی بات کھپتی ہی نہیں اور جبتک کہ ہم بیان نہ کرلیں ہمیں صبر ہی نہیں آتا باوجود عام لوگوں میں بیان کرنے کے پھر بھی ترقی ہوتی ہے اور کبھی کمی نہیں ہوتی ہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ حضور یہ اولیاء جو گذرے ہیں وہ سب اپنی کرامتوں کو چھپایا کرتے تھے۔ اور ظاہر کرنے سے منع فرماتے تھے اور حضور سب کچھ

جان کر دیتے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاء تو فرماتے ہیں کہ ولی اپنی کرامت کو ایسا چھپاتا ہے۔ جیسے عورت اپنے حیض کو چھپاتی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ عورتیں تھیں ہم مرد ہیں۔ اسی کا کام چھپانے کا ہے وہ شان ولایت رکھتے تھے۔ اور ہم میں شان نبوۃ ہے۔ ایکدفعہ صبح کی نماز کے بعد مسجد مبارک میں حسب دستور حضرت اقدس علیہ السلام تشریف رکھتے تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ حضرت یہ لوگ جو قرآن شریف پڑھکر مردوں کی روح کو ثواب پہنچاتے ہیں اسکا ثواب پہنچتا ہے یا نہیں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ پہلے علماء میں اختلاف ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ یہ اختلاف کو دریافت نہیں کرتا۔ جبکہ ہم میں رسول موجود ہے۔ نبی اللہ موجود ہے۔ تو ہمیں اختلاف سے کیا تعلق ہے حضور آپ اپنا فیصلہ حکماً عدلاً کے ماتحت فرمائیں تو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ کلام اور کلام اللہ کا ثواب ہمارے نزدیک مردوں کو نہیں پہنچتا۔ قرآن شریف عمل کرنے کے واسطے آیا ہے۔ طوطے کی طرح پڑھنا جو لفظ پرستی کفر ہے ثواب پہنچانے کے واسطے اگر یہ ہوتا بھی تو قرآن شریف میں ذکر ہوتا۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسپر یہ قرآن شریف نازل ہوا ہے وہ اسکے اول المستحقین تھے آپکی نسبت انا اول المومنین تو آگیا ہے اور دیکھو قرآن شریف میں آیا ہے۔ انَّ اللّٰہ وَمَلٰئکتہ یصلون علی النبی یٰایھا الذین اٰمنو صلّوا علیہ وسلّموا تسلیماً۔ یعنی اللہ اور اُسکے ملائکہ نبی پر رحمت بھیجتے ہیں ایمان والو تم بھی درود بھیجو اور سلام بھیجو۔ درود کے معنی دعا ہی کے ہیں اور سلام کے معنی دعا ہی کے ہیں۔ دعا ہی آئی ہے یہ نہیں آیا کہ اللہ اور اُسکے فرشتے نبی پر قرآن پڑھ پڑھکر ثواب پہنچاتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی قرآن پڑھ پڑھکر نبی کی روح کو ثواب پہنچایا کرو۔ یہ بات سنکر مولوی عبدالکریم سیالکوٹی اچھل پڑے۔ اور ایک نعرہ جزاک اللہ زور سے لگایا۔ اور حضرت کے گھٹنے دونوں ہاتھ سے پکڑ لیے کہ واقعی یہ بات ہے اور صحیح اسی طرح ہے درحقیقت قرآن شریف واجب العمل ایک شے ہے اور وہ بھی زندوں کے لیے ہے نہ کہ مردوں کے لیے یہ قرآن شریف تو تغیر العالم ہے میں نے بھی اک روز اسی واقعہ سے پہلے ایکدفعہ عرض کیا تھا کہ قرآن شریف کا ثواب مردوں کو پہنچانا۔ جس کو ایصال ثواب کہتے ہیں جائز ہے یا ناجائز ہے تو آپنے فرمایا کہ قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا۔ دعا کرنی چاہیئے۔ اور دعا ہی حدیثوں میں آئی ہے چنانچہ السلام علیکم یا اہل القبور الخ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درود شریف اللھم صل علیٰ محمد الخ یہ عمل کرنے کے واسطے ہے تاکہ اسپر عمل کر کے خدا تک انسان پہنچ جاوے اور خدا سے پختہ پیوند و تعلق ہو جاوے اور منازل سلوک طے ہو جاویں وغیرہ وغیرہ۔ ہاں صدقات و خیرات کا ثواب پہنچتا ہے۔

مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین اور وہ سرے گھروں میں محرم کے عاشورہ کے دن گنج بھرا جاتا تھا وہ یہ تھا کہ کھانے ہر قسم کے پکتے اور چھوٹی چھوٹی گلیاں جسکو پنجاب میں ٹھوٹھیاں کہتے ہیں اور ہندوستانی گلیاں کہتے ہیں اور لکھے پڑھے آنجوئے کہتے ہیں اور وہ اتنے ہوتے ہیں جن میں دو ڈھائی گھونٹ شربت آجاوے میاں غلام حسین صاحب حلمی اور منشی گلاب الدین صاحب ڈہنا سی بڑے پختہ اور کٹے شیعہ تھے۔ اور تمام شیعوں کی ان سے ان کے شہر میں رونق تھی۔ مرثیہ پڑھنا غم والم ماتم قائم کرنا وغیرہ ان کا کام تھا۔ یہ شیعہ سے احمدی ہوئے

تھے لیکن ایک مدت تک ان کے دل میں شیعیت کے
لیپے باقی رہے۔ مثل مشہور ہے کہ چور چوری سے جائے
اسیر ہیری سے نہ جائے۔ قادیان شریف میں محرم میں
عاشورہ کے دن میاں غلام حسین نے مجھسے بیان
کیا کہ مغلوں میں آج گنج بھرا جارہا ہے دودھ شربت
کے واسطے آرہا ہے۔ اور چونکہ حضرت ام المومنین بھی
سیدانی ہیں وہ ضرور گنج بھریں گی۔ میں نے کہا کہ حضرت
ام المومنین ان بدعات سے پاک ہیں۔ اول تو وہ جنکی
صاحبزادی ہیں حضرت میر نواب صاحب سب کے مخدوم
و محترم اور سب احمدیوں کے نانا جان وہ تو اہل حدیث
تھے اور ہیں اور اب احمدی ہیں اور دوم یہ کہ اُس شخص
کی بیوی ہیں جسکو خدا نے مسیح موعود مہدی معہود و مسعود
اور خلق اللہ کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا۔ ان کا کام
ان بدعتوں سے چھڑانے کا ہے نہ کہ خود کرنے کا۔
چونکہ غلام حسین صاحب کو یقین نہ آیا اس پر ضد کرکے
اڑا رہا کہ دیکھ لینا ضرور بیوی صاحب یعنی ام المومنین
گنج بھریں گی۔ چنانچہ وہ محرم نکل گیا تو گنج ونج کچھ بھی
نہیں بھرا گیا۔ صرف جناب میر صاحب مخدوم و محترم
نے ایک گھڑا شربت کا لوگوں کو پلا دیا۔ تب غلام
حسین کو ایک صدمہ سا ہوا۔ ذکر میں ذکر آتے اور
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے
یہ ذکر آگیا کہ حضرت امام حسینؓ کو کوفہ جانا نہیں چاہیے تھا
بشر تھے ایک غلطی ہوگئی۔ اسپر تو میاں غلام حسین بہت
افروختہ ہوئے اور بس لڑنے مرنے کو تیار ہوگئے۔ اور یہ
فیصلہ ہم دونوں میں ٹھہرا کہ حضرت اقدس علیہ السلام سے
دریافت کریں۔ جو وہ فرمادیں وہی ٹھیک ہے۔ پھر ہم
دونوں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے
پہلے یہ سب حال عرض کیا فرمایا ہاں گنج بھرتے ہیں ہم

ہمارے ہاں تو کبھی ہوا نہیں اور نہ ہو۔ رہی یہ بات کہ حضرت
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ انسان تھے نبی و رسول نہ
تھے جو معصوم ہوتے۔ انسان سے غلطی ہو ہی جاتی ہے
واقعی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے غلطی ہوئی۔ جسکو
سب لوگوں کا کہنا مانا اولوالعزم صحابہ بھی اسوقت نہ تشریف
میں موجود تھے۔ تب میاں غلام حسین صاحب اس بات
کو مانگئے۔ اور جو اس کے خلاف فرماتے تو میں مان لیتا۔
حکماً عدلاً جو فرمادیے۔ وہ سب درست ہے۔ یہی وہ
شخص ہے جسکے روبرو آمنا بذلک و صدقنا ہی
کہنا چاہیئے۔

ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کھڑے
ہیں اور حضرت ام المومنین علیہا السلام نہایت عمدہ رنگین
سرخ کپڑے پہنے میرے قریب کھڑی ہیں اور فرمارہی
ہیں کہ مرزا غلام مرتضیٰ کو یہ کھانا پہنچا دو یا شاید یہ بات
ہوئی کہ مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم و مغفور تشریف لائے اور
اُنکو کھانا دیا بہرحال یاد نہیں کوئی ایسی بات ہوئی پھر
میری آنکھ کھل گئی میں نے اسوقت دن نکلتے ہی حضرت
اقدس علیہ السلام سے عرض کیا کہ جو خواب دیکھا جاوے
اُسکو پورا بھی کرنا چاہیے۔ اچھا کھانا پکوا کے کسکو بہبت
ایصال ثواب دیدیا جاوے گا۔

ایکدفعہ کسی کے اعتراض پر آپنے فرمایا تھا کہ جو پیشگوئی
ہو یا الہام امور مستقبلہ کے بارے میں ہو ایسے ہوئے
کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیئے۔ چنانچہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت آیت بچاؤ اور حفاظت
کی آگئی تو اسکے بعد بھی آپ خود اور زرہ بکتر زیب بدن
فرمایا کرتے تھے۔

طاعون کے بارہ میں کئی بار فرمایا کہ انسان کو
چاہیئے کہ دلیری سے کام نہ لے خدا کے آگے دلیری

نہیں چلتی۔ یہ ایک تکبر کی قسم ہے بچاؤ صرف چاہئے اور حفاظت کا سامان جو خدا نے مہیا کیئے ضرور استعمال میں لانے چاہئیں۔

ایک روز حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول مسجد مبارک میں بیٹھے۔ اور شیخ محی الدین العربی رئیس المتصوفین کا ذکر آگیا کہ انھوں نے اور ایسے ہی اور بزرگوں نے اپنے کشوف میں بعض لوگوں کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں دیکھا ہے۔ اسپر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ اب ہمنے یا آج رات ہمنے بہت سے لوگوں کو جو اسوقت جو آج کل حاضر ہیں اپنے سے روگردان دیکھا ہے۔ اور یہ دیکھا ہے کہ وہ ہمسے پیٹھ پھیر کر اور دوسری طرف منہ کر کے بیٹھے ہیں۔ مولوی محمد علی۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرزا یعقوب بیگ۔ شیخ رحمت اللہ۔ راجہ شیر محمد ماسٹر غلام محمد۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ خلیفہ اول حافظ یار محمد خاں۔ ڈاکٹر نور محمد۔ منشی ظفر احمد کپورتھلہ سے اور بھی احباب تھے۔ اور بہت سے آدمی جیسے سید فضل شاہ صاحب۔ اسمٰعیل سرسادی۔ عبدالرحیم صاحب وغیرہم موجود تھے اور اسقدر آدمی تھے کہ نماز مسجد مبارک کے علاوہ حجرہ یعنی بیت الذکر..... کے علاوہ حضرت اقدس علیہ السلام کے خاص رہنے کے مکان تک نماز باجماعت ہوتی تھی اور آسرو ز مجھے کہیں جگہ نہ ملی تو میں حضرت اقدس علیہ السلام کی چارپائی پر جو بہتیرا بچھا ہوا تھا کھڑا ہو گیا۔ یہ تفہیر کر کہ ہر ایک شخص مغموم ہوا۔ اور سخت پریشانی کی حالت میں استغفار کرنے لگا۔ اور اپنی اپنی جگہ سب کو فکر ہوئی الٰہی ان روگردان لوگوں میں نہ ہوں۔ چنانچہ مجھکو بھی سخت فکر دامنگیر ہوا۔ کہ الٰہی اپنا فضل کیجو جب حضرۃ اقدس اُٹھکر اپنے مکان میں تشریف لیگئے۔ اور اندر کی کنڈی لگالی۔ تو سید فضل شاہ صاحب جو اُن دنوں بیت الذکر میں مقیم تھے۔ اور متفکر بیٹھے تھے۔ اُٹھکر انھوں نے کنڈی کھڑکھڑادی۔ تو حضرت اقدس علیہ السلام نے جلدی جلدی آکر کنڈی کھول کر فرمایا "کون صاحب ہیں" سید صاحب نے عرض کیا حضور میں ہوں۔ فرمایا "شاہ صاحب ہیں۔ شاہ صاحب کیا کام ہے" میں پاس کھڑا تھا۔ عرض کیا کہ "حضور کو حلف تو دے نہیں سکتا صرف اتنا دریافت کرتا ہوں کہ اُن لوگوں میں جو پھرے ہوئے جناب نے دیکھے میں اُن میں تھا یا نہیں" آپ ہنسے اور فرمایا "نہیں شاہ صاحب تم اُن میں نہیں تھے"۔ بس یہ خاموش ہو گئے۔

اسوقت حضرت اقدس علیہ السلام کی ایک بات یاد آگئی۔ وہ میں یہیں لکھدیتا ہوں۔ شاید یاد رہے نہ رہے اس جلسہ میں حضور نے فرمایا جناب مولانا مولوی عبیداللہ صاحب بسمل انکی نسبت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ شخص فاضل اجل ہے اور فارسی میں تو میں اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں۔ فارسی کا یہ بادشاہ ہے۔ اور مولانا عبدالکریم موصوف اور خلیفہ اول اور شیخ اسمٰعیل سرسادی۔ مولوی محمد علی صاحب پیغامی۔ شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم شیخ عبدالعزیز صاحب اور مولوی سید سرور شاہ۔ مولوی عبداللہ صاحب کشمیری صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب سے میں نے خاص یہ لکھتے ہوئے پوچھا تو مولوی صاحب نے اس امر کی تصدیق کی اور کہا کہ بانی مبانی اس مسئلہ کا میں ہی ہوں اور میری تحریک پر یہ مسئلہ خوب واضح ہوا۔ مولوی حافظ احمداللہ خاں صاحب نے میرے دریافت کرنے پر فرمایا کہ میں اُسوقت نہیں تھا پر یہ واقعہ مولوی محمد احسن صاحب نے خود مجھے سنایا تھا۔ بات یہ ہوئی کہ جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے ایکروز مولوی عبداللہ کشمیری سے

۹۷

پوچھا کہ ہم نے جو تمام انبیاء رسل کو مانا ہے تو صرف انکی وحی والہامات سے مانا ہے۔ دیکھا کسی کو بھی نہیں اسی طرح حضرت اقدس مرزا غلام صاحب علیہ السلام کو مسیح موعود نبی اللہ اور آپ کے الہامات اور وحی کی بنا پر مانا ہے۔ آپ کے الہامات میں نبی اور رسول کا لفظ موجود ہے۔ اور بعض اصطلاحات جو حضرت اقدس علیہ السلام نے نقلی بروزی غیر مستقل فرمائی ہیں وہ سب لوگوں کے سمجھانے کے واسطے ہیں ورنہ جیسے وہ نبی تھے ویسے ہی آپ بھی نبی ہیں۔ آپکی اور پہلے انبیا کی نبوت میں کوئی فرق نہیں۔ سوائے اسکے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور آپ سے فیض یافتہ ہیں تو مولوی عبداللہ صاحب نے اسکی تصدیق کی۔ اسکے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سے مولوی سید سرور شاہ نے اس طرح گفتگو کی تو انھوں نے فرمایا کہ اصطلاح حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف جاہلوں اور اجہلوں کے سمجھانے کے واسطے لکھیں ہیں ورنہ جیسے وہ نبی ایسے ہی آپ نبی تھے۔ اُن میں اور ان میں کسی قسم کا بھی فرق نہیں ہے۔

ایکدفعہ جب دہلی میں مولوی محمد بشیر بھوپالی سہسوانی سے مباحثہ حضرت اقدس کا تھا۔ یہ بات مجھے فرمائی تھی کہ حضرت اقدس نبی و رسول ہیں اور بیشک ہیں اور صاحبزادہ صاحب یہ سب ایک ہیں سارے سب بھائی بھائی ہیں غرض جمعہ کا دن جب آیا تو مولوی عبدالکریم صاحب نے جمعہ کا خطبہ پڑھا۔ اور اسی خطبہ میں بیان کیا کہ بہت سے لوگ وعظ کرتے ہیں درس تدریس کرتے ہیں مگر صاف صاف حضرت اقدس کے دعاوی اور ان مقامات کو کھول کھول کر بیان نہیں کرتے ہیں جس عہدہ پر حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مامور کیا ہے۔ اور بیشک حضرت مرزا صاحب نبی۔ مامور مرسل ہیں غرض اسی طرح بہت کچھ بیان کیا اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اسوقت مسجد میں خطبہ اور نماز کے وقت تشریف رکھتے تھے۔ چوری دار پگڑی میں تنکا۔ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی یہ خطبہ و خصوصیت سے نبوت و رسالت کا بیان اور حضرت اقدس علیہ السلام کا نبی ہونا سنکر سخت مضطرب اور بیچین ہوئے اس اضطراب میں معلوم نہیں کیونکر نماز پڑھی۔ بعد نماز فروگاہ پر آکر مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے ایک خط مولوی غلام حسن خاں صاحب پشاوری کو لکھا کہ اس مسئلہ کی نسبت جو مولوی عبدالکریم صاحب نے خطبہ جمعہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کی نبوت کی نسبت بیان کیا ہے آپکی کیا رائے ہے اور اسی طرح اور بھی کئی خط مختلف احباب کو لکھے تو مولوی غلام حسن خاں صاحب نے اس خط کے جواب میں یہ لکھا کہ مجھے اس سے اتفاق رائے نہیں ہے اس خط کا جواب اور مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کا لکھنا۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب نے مولوی عبدالکریم صاحب سے بیان کیا تو یہ چاہیے تھا کہ جب حضرت اقدس امام نبی اور مسیح موعود جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے سامنے زندہ موجود ہیں اور دس بیس پچاس سو کوس یا دور دراز کسی غیر ملک یا غیر ولایت میں نہیں وفات یافتہ نہیں خود اُن سے ہی دریافت کر لیتے کہ یہ عقیدہ جو آپکی نسبت مولوی عبدالکریم صاحب نے خطبہ میں بیان کیا۔ میں کہتا ہوں کہ ایک خطبہ میں کیا متعدد خطبوں اور تقریروں اور تحریروں میں ہمیشہ مولوی عبدالکریم صاحب کھول کھول کر بیان کرتے رہے اور خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بار بار بار ہر ایک کتاب میں اشتہاروں میں صاف صاف لکھتے

رہے ہیں دریافت کر لیتے کہ درست ہے یا نادرست ہے لیکن دل میں کٹھکا تھا اور اپنی امانی کی پیروی میں پڑے ہوئے تھے پوچھتے تو کیا پوچھتے پھر دوسرا جمعہ آگیا۔ اور مولوی عبدالکریم صاحب نے اس خطبہ میں کھول کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کے متعلق بیان کیا کہ اسوقت حضرت اقدس جنکو خدا نے نبی بناکر مخلوق کی ہدایت کے لیے حکم و عدل کر کے بھیجا ہے پہلے جمعہ میں بھی موجود تھے اور اسوقت بھی ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اور تشریف رکھتے ہیں اور یہ تقریر و خطبہ سن رہے ہیں صاف صاف میری غلطی یا صحت کا اقرار کریں گے۔ اور جو آپ فرمادیں گے وہ ہمارا ایمان اور ہم بسر و چشم اسکو قبول کرنے کو تیار ہیں ایک رسول کا کام نہیں ہے کہ ایک غلطی اسکے سامنے ہو اور غلطیاں نکالنے کے واسطے وہ مبعوث ہو اور پھر کسی کی طرف داری سے وہ خاموش ہو رہے اور عقیدہ بھی وہ عقیدہ ہو کہ جسکی بنیاد کی بعثت اور علت غائی اُس عقیدہ پر ہو اور اسکے غلط ہونے پر یا خاموشی اختیار کرنے پر ایک عالم کی بربادی اور تباہی اور ہلاکت ہو اور پھر ہو بڑے منافق ہیں وہ لوگ کہ دوسروں سے خطوں کے ذریعے یا گھر میں بیٹھکر دریافت کرتے پھریں اور کانا پھوسی کریں اب یہ موقع ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر کہتا ہوں جس قسم پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مجبور ہو جاتے تھے حضرت اقدس سے عرض کرتا ہوں کہ وہ کھول کر بیان کریں۔ اب اس جمعہ میں تو مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی کی اضطرابی و بیقراری قابل دید تھی اور میں تو ان باتوں کا شائق تھا میری خاص طور سے حضرت اقدس علیہ السلام اور مولوی صاحب کی طرف نظر تھی اور سیدھا یہی عقیدہ تھا جو مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا۔ بعد از نماز جمعہ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی مکان پر تشریف میں بھرے ہوئے آئے اسوقت حضرت اقدس علیہ السلام کے ایک مکان کے حصہ میں جو حجرہ تھا ٹھہرے ہوئے تھے اسکے بعد مولوی عبدالکریم صاحب بھی آگئے بس کیا تھا مولوی سید محمد احسن صاحب نے مولوی عبدالکریم صاحب پر سخت حملہ کیا اور مونہہ سے جھاگ آنے لگے اور لڑنے کو مستعد ہو گئے کہ مجھے منافق کہا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے پہلے تو کہا کہ میں نے سید صاحب تمہارا نام نہیں لیا۔ اور میں نے وہ مسئلہ کھولکر بیان کیا کہ جسکی ضرورت تھی۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی اور بعثت کی جڑ بنیاد تھی تاکہ حضرت کے روبرو یہ مسئلہ صاف ہو جاوے۔ اسی طرح بات بڑھگئی۔ اور دونوں طرف سے آواز اونچی ہو گئی اور بہت سے احباب جمع ہو گئے حضرت اقدس علیہ السلام بھی اس شور کو سنکر باہر مسجد مبارک میں تشریف لے آئے اور دونوں میں سخت گفتگو ہوئی پھر مولوی عبدالکریم صاحب نے وہ الفاظ دہرائے کہ جو خطبہ میں بیان کیے تھے اور عرض کیا کہ آپ حکم و عدل اور نبی و رسول ہیں آپ کو خدا نے سچائی کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر میں نے غلطی کی ہے یا آپکے منشاء و مراد کے خلاف بیان کیا ہے یا صحیح بیان کیا ہے تو آپ اسوقت فرمادیں۔ اسپر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "مولوی صاحب جو کچھ آپ نے خطبہ میں بیان فرمایا۔ یہی ہمارا مذہب ہے اور آپ ہمارے اغراض و مطالب سے خوب واقف ہیں" مولوی عبدالکریم صاحب تو یہ سنکر دھیمی ہو گئے۔ مگر مولوی سید محمد احسن صاحب ویسی ہی سختی اور زور شور سے بولتے رہے تب حضرت اقدس خدا کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیت بلند آواز سے پڑھی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الآیہ تب مولوی سید محمد احسن صاحب کانپکر اور ہیبت

اور پھر بری سے لیکر خاموش ہو گئے اور سر نیچا کر لیا۔

ایکدفعہ ہوا کہ سرساوہ میں جو خاکسار کا وطن اور مولد ہے وہاں چند ایک آدمیوں سے مباحثہ ہوا۔ جب وہ مباحثہ میں ہار گئے تو اک شخص نے جس نام میں مجدد دین کا ذہبی کی فہرست میں لکھ چکا ہوں یہ بات دریافت کی کہ آیا مرزا صاحب کا رتبہ زیادہ ہے یا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی وغیرہ اکابر اولیا کا مرتبہ زیادہ ہے تو میں نے یہی جواب دیا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا رتبہ زیادہ ہے کہ آپ مثیل مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مثیل عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں اور وہ مثیل نہیں تھے صرف ان کا قدم اُنکے قدم پر تھا۔ پھر اُس نے اسی جلسہ میں پانچ سات سید بھی بیٹھے تھے شرارت کی اور فساد کی نیت سے مجھ سے یہ دریافت کیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا درجہ زیادہ ہے یا مرزا صاحب کا۔ میں نے کہا کہ امام حسین رضؓ کا درجہ نبوت کا نہیں وہ نبی تھے اُس نے کہا کہ نہیں وہ رسول تھے کہا نہیں۔ رسول اور نبی ان دونوں درجوں میں ہم فرق کیا کرتے تھے۔ جیسے اور لوگ کیا کرتے ہیں۔ مگر اب معلوم ہوا اور حضرت علیہ السلام کی زبان اور تحریروں سے ثابت ہوا کہ جو نبی ہوتا ہے وہ رسول ہوتا ہے۔ اور جو رسول ہوتا ہے وہ نبی بھی ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر وحی الٰہی نازل ہوتی تھی۔ کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ حضرت امام حسین رضؓ نے کبھی دعویٰ کیا ہے کہ میں امام ہوں کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ وہ مثیل عیسیٰ یا کسی اور نبی کے مثیل تھے کہا نہیں تب میں نے کہا کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں رسول ہیں امام ہیں مہیط وحی الٰہی ہیں ہدایت کے لیے نبیوں کی طرح مبعوث ہوئے ہیں اور جیسا کہ اور انبیاء نے کھول کر دعویٰ کیا ہے۔ بعینہ اسی طرح بلکہ بعض انبیاء سے بڑھکر دعویٰ کیا تو اب دیکھلو کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے درجہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درجہ زیادہ ہوا کہ نہیں اور ضرور ہوا اس جلسہ اور تقریر کا حال سارا اور کچھ حاشیہ چڑھا کر مولوی احمد حسن رامپوری نے اپنے اخبار شحنۂ ہند میں چھاپ دیا اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسکا علم نہیں تھا۔ وہ اخبار مولوی سید محمد احسن صاحب مرحوم کی پاس اُس نے بھیجدیا۔ مولوی سید محمد احسن صاحب اس تقریر سے نہایت افسردہ ہوئے۔ اس کے نصف بھر کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام سیر کی نیت سے باہر مکان سے تشریف لائے اور چوک میں کھڑے ہوئے اور ایک مسودہ تیار کر کے لائے جس میں حضرت امام حسین اور بعض انبیاء پر حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی فضیلت بیان فرمائی تھی چنانچہ یہ مضمون کئی بار چھپ گیا ہے اسکے لکھنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ تب مولوی سید محمد احسن صاحب نے شحنۂ ہند کا میرا مباحثہ اور عقیدہ کی نسبت تھا حضرت اقدس علیہ السلام کو دکھلایا کہ ابتک ہمارا یہ عقیدہ نہیں تھا حضرت صاحبزادہ صاحب (سراج الحق نعمانی مؤلف تذکرۃ المہدی) خوب پہنچ گئے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب چونکہ ایک مدت دراز سے ہماری صحبت میں بیٹھے ہیں خدا نے انپر صحیح عقائد کا دروازہ کھولدیا ہے اور اپنا خاص فضل نازل فرمایا ہے۔ پھر حضرت سیر کو تشریف لیگئے اور اسی فضیلت کے متعلق بہت سا ذکر فرماتے رہے۔ تب سے مولوی صاحب موصوف کا بھی یہی مسلمہ عقیدہ ہو گیا۔ اور مدت تک [illegible] کہ غلاظت ثانیہ میں انکو بلعم باعور کی طرح کیا خدا کی مار ہو گئی حضرت اقدس علیہ السلام نے شروع دعوے میں [illegible] تھا کہ بہت سے ہماری جماعت سے کالے ہو جائینگے تو میں نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا تھا

علاقہ جے پور سے لکھا کہ میرے واسطے دعا کریں کہ میں
تمہارے سے نہوں جو کاٹ کر الگ کئے جانے کے لائق ہوں
جب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں مودبانہ
حاضر ہوا تو بعد مصافحہ پہلے یہی فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب
تمہارے لیے دعا کی گئی ہے اور سب سے پہلے تمہارا
ہی خط ہمیں اس مضمون کا ملا الا قدم فالا قدم اور پھر
کئی خطوط بھی آئے مگر سب خط تمہارے خط کے
پیچھے آئے۔ آپ نہیں کاٹے جائیں گے۔ اور پھر کئی بار
حضرت اقدس علیہ السلام نے مجھسے فرمایا سادا سپر خوشی
کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

رمضان شریف کی ۲۹ کو سب مسجد مبارک میں احباب
جمع ہوئے شام کا وقت تھا اور چاند دیکھنے لگے
حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لے آئے اور بیٹھ گئے
اور میں آپکی پنڈلیاں دبانے لگا اور لوگ چاند دیکھنے میں
مشغول ہو گئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت ۲۹ کے چاند
کی بڑی خوشی ہوتی ہے گویا زندوں اور مردوں میں ایک
خبر ہوتا ہے مردے تو یوں خوشی مناتے ہیں کہ
تیس کا چاند ہو [illegible] ہزار مردے جہنم سے آزاد ہو کر
بہشت میں جائینگے اور ہر روز رمضان میں ستر ہزار دوزخی
چھوڑے جاتے ہیں اور زندہ کہتے ہیں کہ ایک روز معاف
ہوا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ
ہمیں تو تیس کے چاند کی خوشی ہوتی ہے کہ ایک دن
رحمت و برکات اور حق تعالیٰ سے قرب و تعلقات کا
بڑھ گیا یہ نقصان ہے جو رحمت و برکات سے رُکے
چونکہ دلوں میں لوگوں کے نور و ایمان نہیں صرف
ایک رسم رہ گئی ہے اور بھوکے مرتے ہیں اسواسطے
ان کو [illegible] معلوم ہوتا ہے اور مومن کے لیے تو اس
سے زیادہ خوشی کا دن نہیں ہے اگر اسلام میں روزے
نہ ہوتے تو اسلام بھی ایسا اچا اور ناقص مذہب ہوتا۔
یا مردہ مذہب ہو۔ روزوں میں دعاؤں کی قبولیت اللہ
تعالیٰ سے تعلق اور اسکا قرب ہوتا ہے اور آیت
واذا سئلک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ
الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا
بی لعلھم یرشدون روزوں کے
ذکر میں آئی ہے دعاؤں کی قبولیت کا خاص تعلق
روزہ سے ہے اور آیت شھر رمضان الذی
انزل فیہ القرآن بھی اس بات پر نص صریح
ثابت کرتی ہے کہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا شرف
روزوں سے ہوتا ہے اور تقویٰ اور معرفت الٰہی روزوں
میں ہی ہے۔ بڑے بیوقوف ہیں وہ لوگ جو ۲۹ کو چاند
کا انتظار کرتے ہیں انکی نیت اچھی نہیں ہے اور نیت
سے ہی سارا دار و مدار اعمال کا ہے۔ ہم کبھی بیمار یا اور
تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں گو شرعی اجازت قرآن
شریف میں آگئی ہے لیکن پھر بھی روزہ افطار کرتے
ہوئے دل میں کراہت۔ اور جی نہیں چاہتا کہ روزہ
توڑیں اور کچھ کھا دیں پیویں اور جو حکم الٰہی کے مطابق
کبھی روزہ بیماری سفر تکالیف میں افطار کرنا پڑتا ہے
تو کھانے پینے کو اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ گویا ایک قسم
کا وہ بھی روزہ ہی ہوتا ہے۔ حضرت اقدس جب اول
رات رمضان کا چاند دیکھتے تھے تو بعد نماز مغرب
فوراً مکان میں چلے جاتے تھے اور بعد نماز حسب معمول
نہیں بیٹھا کرتے تھے۔ سحری بالکل آخر وقت کھاتے
تھے۔ ایسے وقت سحری کھا کر کلی کر کے جتنا کہ دو
رکعت نفل میں دیر لگتی ہے اور پھر نماز کا وقت ہو جاوے
آپ نے بار بار فرمایا کہ سحری بہت سویرے نہیں کھانا
چاہیے۔ صرف اسقدر کہ دن میں روزے سے کچھ
طاقت بنی رہے اور خشکی نہ ہو۔ اور کئی بار فرمایا کہ ہمیں
کوئی شخص سحری کا وقت صحیح بتلائے کہ کتنے بجکر کتنے

منٹ پر سحری کا وقت ہوتا ہے فرمایا کرتے تھے کہ روزہ دراصل ایک چلہ ہے جو روحانی حالت کو درست کرتا ہے اور دل کو صیقل دیتا ہے اسمیں عبادت کا بہت اہتمام چاہیئے ؂

شاندار بشارت

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس ملک میں دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ دن بدن ترقی پر ہے حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر تین اور معزز لیڈیاں مشرف باسلام ہوئیں جن کے پہلے نام مس مے جانسٹن گفتی۔ مسز کیتھلین پنا ارس اور مس ایڈتھ گرٹروڈ اولنی ہے۔ اسلامی نام عزیزہ۔ فاطمہ۔ اور عنایت رکھے گئے اللھم زد فزد

ہر سہ کی درخواستہائے بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ برائے شرف قبولیت ارسال کر دی گئی ہے

گذشتہ اتوار کو جناب قاضی عبداللہ صاحب کا لیکچر ریڈس یونین ہال برکسٹن میں زیر انتظام نیشنل سوسائٹی ہوا۔

لیکچر کے بعد بہت سے سوالات ہوئے جن کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔

۲۷۔ اپریل کو لنڈن میں خوب برفباری ہوئی موسم الصیف سرد ہو گیا جیسا دسمبر کا مہینہ اخبار پڑھنے سے معلوم ہوا کہ تمام انگلستان میں اسدن یہی حال تھا۔

خاکسار

محمد صدیق ماسٹر لک از لنڈن

۲۹ مارچ ۱۹۱۰ء

Digitized by Khilafat Library

اعتراف احسان سلسلہ احمدیہ

مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح سلسلہ احمدیہ قادیان نے اپنی امتی کی مراسلت حضور لفٹنٹ گورنر کی خدمت میں افغانستان کی احسان فراموشی پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور گورنمنٹ کو یقین دلایا ہے کہ وہ خود اور ان کے پیرو سلطنت برطانیہ کی وفادار میں ثابت قدم ہیں اور صدق دل سے اس مہم میں سرکار کی مدد کرنے کو تیار ہیں۔ صرف اس خیال سے کہ ہر وفادار رعایا کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی ضرورت کے وقت اعانت کرے بلکہ اس لیے بھی کہ افغانستان میں مذہبی آزادی بالکل نہیں۔ چند ہی سال ہوئے ہیں کہ دو احمدی مولوی کابل میں بیرحمی کے ساتھ قتل کر دیئے گئے تھے۔ افغانستان کی سرزمین میں مذہبی آزادی ہونی ضروری ہے۔ اور برٹش حکومت جہاں کہیں بھی گئی ہے۔ وہاں کے باشندوں کو ہر طرح کی قیود سے آزادی دلاتی رہی ہے۔

غالباً امان اللہ کی اس حرکت میں بھی خدا تعالیٰ کو کابل کے باشندوں کے لیے کچھ بہتری منظور ہے اللہ تعالیٰ سرکار کا حامی و مددگار ہو +

حضور لفٹنٹ گورنر کے پرائیویٹ سکرٹری نے جواب میں لکھا ہے کہ حضور خود جانتے ہیں کہ گورنمنٹ جس کا پہلا اصول مذہبی آزادی اور مساوات ہے ضرورت کے وقت آپکی اور آپ کے سلسلہ کی امداد پر بھروسہ کر سکتی ہے +"

منقول از حق بیٹسین ۲۲ مئی سنہ ۱۹۱۰ء نمبر ۳۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی آڑے وقت کی دعا دنیا میں کیونکر ظاہر ہوئی

Digitized by Khilafat Library

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آڑے وقت کی دعا سب سے پہلے ایڈیٹر الحکم ہی نے خدا کے فضل و کرم سے شائع کی تھی۔ اور میں بجا اور جائز فخر کو کبھی چھوڑ نہیں سکتا بلکہ اما بنعمت ربک فحدث اس کا ذکر ہمیشہ کرتا رہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے عجیب اور نہایت ہی غریب حالات کے معلوم کرنیکے اسباب عطا فرمائے والحمد للہ علی ذالک۔ غرض یہ آڑے وقت کی دعا مشہور ہے۔ لیکن بہت ہی کم بلکہ شاید ہی کسی شخص کو معلوم ہو کہ یہ دعا میں پہلے پہل کب ظاہر کی گئی ہے۔ اسلیے میں آج اس دعا کے اظہار کی تاریخ پیش کرتا ہوں۔

سب سے پہلی مرتبہ ۲۰ اگست ۱۸۸۵ء کو یہ دعا حضرت مسیح موعود نے حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کی خدمت میں ایک عریضہ کے ضمن میں تحریر فرمائی۔ اور اس تحریر کی تقریب یہ تھی کہ مولوی صاحب کا ایک صاحبزادہ بیمار تھا اور وہ اس سے پیشتر فوت ہو چکے تھے اس لیے آپ نے جو خط عیادت کے طور پر حضرت خلیفہ اول کو لکھا اس میں اپنی اس دعا کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔ گویا آج سے قریباً ۲۴ برس پیشتر دنیا اس دعا سے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لفوات خاص کی دعا ہے۔ واقف ہوئی ممکن ہے بہت سے لوگ ابھی تک اس سے ناواقف ہوں اسلیے میں پھر اسے یہاں درج کر دیتا ہوں سمعہ اُن آداب کے جو اس دعا کے لیے حضرت نے تجویز فرمائے تھے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔

رات کے آخری پہر میں اُٹھو اور وضو کرو اور چند دوگانہ اخلاص سے بجالاؤ اور دردمندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو۔ کہ

"اے میرے محسن اور میرے خدا میں ایک ناکارہ بندہ پر معصیت اور پر غفلت ہوں تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پر گنہ پر رحم کر اور میری بیباکی اور ناسپاسی کو معاف فرما۔ مجھکو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ نہیں آمین ثم آمین مگر مناسب ہے کہ جو وقت اس دعا کے فی الحقیقت دل کامل جوش سے اپنے گناہ کا اقرار اور اپنے مولیٰ کے انعام و اکرام کا اعتراف کرے کیونکہ صرف زبان سے پڑھنا کوئی چیز نہیں۔ جوش دلی چاہیے اور وقت گو یہ بھی یہ دعا معمولات اس عاجز سے ہے اور درحقیقت ایسے عاجز کے مطابق حال ہے۔

والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۰ اگست ۱۸۸۵ء

اس دعا کی تاثیر کے متعلق حضرت حکیم الامت نے لکھا ہے کہ یہ لڑکا اسوقت اس مرض سے بچ گیا تھا۔

خاکسار ایڈیٹر الحکم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو جمع کر رہا ہے اور انشاء اللہ جلد وہ اسے جماعت کے ازدیاد ایمان و عرفان کے لیے شائع کرنے کی توفیق چاہتا ہے کاش چند ایسے خادم ہوتے